مختصر سیرت

حضرت بندگی میاں عبدالمجید نورنوشؒ
و
حضرت بندگی میاں شاہ عبدالکریم نوریؒ

از: جناب مقصود علی خان صاحب

شائع کردہ

ادارۂ تنظیم مہدویہ

316-4-16، چنچل گوڑہ، حیدرآباد-24

سلسلۂ اشاعت -45

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت بندگی میاں عبدالمجید نور نوشؓ

و

حضرت بندگی میاں شاہ عبدالکریم نوریؒ

ساری حمد وثناء اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے سزاوار ہے جو دونوں جہاں کا خالق و مالک ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ بندگانِ خدا جنہیں اللہ تعالیٰ رشد و ہدایت پر فائز کرکے اپنے دین کا کام لیتا ہے۔ ان میں ایک شخصیت حضرت بندگی میاں عبدالکریم نوریؒ کی ہے۔ آپ نبیرہ حضرت بندگی میاں عبدالمجید نور نوشؓ ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ حضرت میاں عبدالکریم نوری بن حضرت میاں شاہ عبداللطیف بن حضرت میاں شاہ عبدالکریم نوری بن حضرت بندگیمیاں عبدالمجید نور نوشؓ۔ تاریخ میں بعض آپ کو حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی اولاد سے اور بعض حضرت فرید الدین گنج شکرؒ کی اولاد سے ہونے کا ذکر کیا ہے۔

آپ کے جدِ اعلیٰ یعنی حضرت بندگی میاں عبدالمجید نور نوشؓ، تصدیق خلیفۃ اللہ حضرت مہدی موعودؑ سے قبل سلسلہ چشتیہ سے وابستہ رہے۔ حضرت میاں عبدالمجید اور آپ کے بھائی میاں امین محمدؓ اور میاں ابومحمدؓ کا صاحب حال بزرگوں میں شمار ہوتا تھا۔ یہ تینوں بھائی دہلی سے احمد آباد تشریف لائے ہیں اور سانبرمتی ندی کے کنارے محلہ شیخ پورہ میں مقیم ہوئے۔

جب خلیفۃ اللہ حضرت مہدی موعودؑ بعد ادائی فریضۂ حج 901ھ میں مختلف مقامات سے ہجرت فرماتے ہوئے احمد آباد تشریف لائے اور تاج خاں سالار کی مسجد کے پاس قیام فرمایا اسی مسجد میں روزانہ آپ کا بیان قرآن بھی ہوتا تھا۔ بیان قرآن سننے کے لئے تمام شہر اُمنڈ آتا تھا۔ مسجد، مسجد کا صحن، مسجد کے دیواروں، جھاڑوں پر بیٹھ کر لوگ بیان قرآن سماعت فرماتے تھے بعد سماعت ہزاروں کی تعداد میں لوگ تصدیق سے مشرف ہوتے تھے۔ میاں عبدالمجید بھی آپ کے بیان قرآن کا چرچا سن کر

محفل میں شریک ہوتے تھے۔ بیانِ قرآن سن کر بے حد محظوظ ہوتے ہیں اور تصدیق سے مشرف ہونے کے لئے دربارِ ولایت میں اپنے بھائیوں کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں۔ خلیفتہ اللہ کی نظر مبارک آپ پر پڑتے ہی نام سے پکارتے ہیں اور اس وقت خلیفتہ اللہ کے گلے میں پھولوں کا ہار تھا۔ آپ وہ ہار گلے سے نکال کر میاں عبدالمجید کو پہناتے ہیں۔ آپ معہ بھائیوں کے تصدیق سے مشرف ہوکر خلیفتہ اللہ کی صحبت اختیار کرتے ہیں۔ تصدیق سے مشرف ہونے کے بعد خلیفتہ اللہ سے ذکر کی تلقین پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر وفکر میں محو ہو جاتے ہیں۔ خلیفتہ اللہ کے ساتھ ہجرت کرتے ہیں۔ ہر حکم کو عملی جامہ پہناتے ہیں۔ دورانِ ہجرت یہ مقدس قافلہ جیسلمیر پہونچتا ہے۔ یہاں کا راجہ ہندو دھرم کا سخت پابند تھا۔ اسی مقام پر قافلہ کا ایک بیل بیمار ہو جاتا ہے اور مرنے کے قریب ہوتا ہے۔ علاقہ میں ذبح کرنا منع تھا اس لئے صحابہ خاموشی اختیار کیے ہوئے تھے۔ خلیفتہ اللہ حضرت مہدی موعودؑ کو جب بیل کے بیمار ہونے کی خبر ہوتی ہے تو آپ فرماتے ہیں کیا بیل کو مردار کرو گے۔ میاں عبدالمجید اس وقت اونٹ پر سوار تھے۔ فوراً کود پڑتے ہیں اور اسے ذبح کرتے ہیں۔ اس واقعہ کی اطلاع جب راجہ کو ملتی ہے تو فوراً سواروں کے ساتھ آتا ہے اور دیکھتا ہے کہ لوگ گوشت کے کاٹنے میں مصروف ہیں اس کی طرف کوئی دھیان ہی نہیں دے رہا ہے۔ جب سپاہی اطلاع کرتے ہیں حضور مہدی موعودؑ حجرے سے باہر تشریف لاتے ہیں۔ راجہ کی نظر جیسے ہی آپ پر پڑتی ہے فوراً گھوڑے سے اُترتا ہے اور آپ کے آگے سجدہ ریز ہو جاتا ہے اور اُٹھنے کے بعد اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے گائے کو پیدا کرنے والے نے گائے کو مارا ہے۔ دل سے آپ کا معتقد ہو جاتا ہے۔ میاں عبدالمجید ہجرت کے دوران خلیفتہ اللہ سے قریب رہنے کی کوشش میں رہا کرتے تھے اور وصال تک آپ کے ساتھ رہے۔

خلیفتہ اللہ قیام فرہ کے دوران علیل ہوتے ہیں اس دوران آپ بھی تیمارداری میں شریک رہتے ہیں۔ ایک دن بشکل قئے نور کا اخراج ہوتا ہے آپ فوراً اس کو اپنے دونوں ہاتھ میں لیتے ہیں۔ اس واقعہ سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ امامنا علیہ السلام کے کتنے قریب تھے۔ اور اس قئے کو جو بشکل نور تھی نوش فرمالیتے ہیں۔ اس سے اُن کی عقیدتمندی بھی ظاہر ہوتی ہے۔ یہ قئے نہیں تھی بلکہ روحانی فیضان تھا۔ خدمت خلیفتہ اللہ میں حاضر ہوئے تو عشرہ مبشر میں شامل ہوئے۔ قئے کو نوش فرمایا تو نوری ہوگئے۔ آپ کو اولاد نہیں تھی۔ اس نور کو نوش کرنے کے بعد لڑکا پیدا ہوتا ہے جنہیں تاریخ میں شاہ

عبدالکریم نوری کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔حضرت مالک بن سنانؓ نے احد کے روز آنحضرت ﷺ کے زخم سے خون پیا اور چوسا (آپ ﷺ نے خون پینے سے منع نہ فرمایا) اور فرمایا کہ مالک بن سنان کو دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی۔(بیہقی وطبرانی شریف)۔آنحضرت ﷺ کا ایک لکڑی کا پیالہ تھا آپ شب کو اس میں پیشاب کرتے تھے، آپ نے ایک شب پیشاب کیا پھر صبح کو دیکھا تو پیالہ میں کچھ نہیں تھا۔آپؐ نے اپنی خادمہ برکا سے دریافت فرمایا تو اس نے عرض کی میں اُٹھی تو مجھے پیاس لگ رہی تھی میں نے اس کو پی لیا اور مجھے معلوم نہ تھا۔حضورؐ نے فرمایا لن تشتکی وجع بطنک ابد. یعنی تجھ کو کبھی پیٹ میں درد نہ ہوگا۔آنحضرت ﷺ نے ان کو نہ تو منہ دھونے کا حکم فرمایا اور نہ آئندہ نہ کرنے کا حکم فرمایا۔(شفاء شریف)(رسول اکرمؐ۔از عارف باللہ حضرت سید جعفر علی صفحہ ۷) تاریخ اولیاء اللہ میں بھی اس طرح کی کئی واقعات ہیں جو بزرگوں سے عقیدت ووابستگی کا اظہار کرتے ہیں۔حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی ایام شیرخواری میں سخت بیمار ہوگئے تھے۔ زندگی کے آثار ختم ہوگئے تھے۔آپ کے والد نے اس حال میں آپ کو حضرت شاہ کمال کتھیلی کے پاس لے جاتے ہیں۔شاہ کمال گود میں لیتے ہیں اور اپنی زبان آپ کے منہ میں دیتے ہیں۔آپ چوسنا شروع کردیتے ہیں۔شاہ کمال خوش ہوکر آپ کے والد سے کہتے ہیں ہمارے طریقے قادریہ کی تو تمام نعمت اس کو پہنچ گئی ہے اب یہ بقید حیات رہے گا۔

خلیفۃ اللہ حضرت مہدی موعودؑ کے وصال کے بعد آپ حضرت بندگمیاں سید محمود ثانی مہدیؓ کے ہمراہ ہندوستان واپس آتے ہیں۔حسب اجازت حضرت ثانی مہدیؓ احمد آباد میں دائرہ قائم کرتے ہیں۔آپ میں تبلیغ کا جذبہ بہت تھا۔ہر ایک کے سامنے بلا خوف وخطر دعوت پیش کرتے تھے۔نماز جمعہ کے لئے جامعہ مسجد احمد آباد جاتے تھے۔وہاں مجمع کثیر میں دعوت خلیفۃ اللہ کو پیش فرماتے تھے۔ایسے موقعہ پر بعض وقت علماؤں سے آپ کی بحث ومباحث بھی ہوجاتی تھی۔آپ احادیث اور آیت قرآنی کی روشنی میں تعلیمات خلیفۃ اللہ پیش کرکے تصدیق سے مشرف ہونے کی دعوت دیتے تھے۔علماء ایک طرف اپنے علم کے گھمنڈ میں اور دوسری طرف دعوت کو قبول کرنے پر ترک دنیا اور توکل پر زندگی گزارنا، اور عیش وعشرت کی زندگی کو خیرباد کرنا پڑتا جوان کیلئے نہایت مشکل مرحلہ تھا اس لئے ہمیشہ دعوت کو رد کردیا کرتے تھے اور لوگوں کو بھٹکاتے تھے لیکن جن میں ایمان کی ذراسی بھی چنگاری تھی وہ قبول کرکے تصدیق سے مشرف ہوتے اور آپ کے ساتھ ہوجاتے تھے۔930ھ کے زمانے میں مہدویت کا گجرات تمام

میں چرچا تھا۔ حضرت شاہ خوندمیرؓ، حضرت شاہ نظامؓ، حضرت شاہ نعمتؓ اور حضرت شاہ دلاورؓ کے دائروں کے چرچے زبان عام و خاص تھے۔ عام افراد متاثر ہوکر دائروں کی زندگی کو اپنا رہے تھے، ادھر دنیا دار علماء، امراء اور بادشاہ کو مہدویوں کے خلاف اُکسا رہے تھے۔ ان حالات میں جب بھی جمعہ آتا تھا جامع مسجد احمد آباد کے علماء پریشان ہو جاتے تھے۔ آج پھر میاں عبدالمجید آئیں گے اور سب کے سامنے دعوت پیش کریں گے۔ یہ علماء ان کو ختم کرنے کا ایک باضابطہ پروگرام مرتب کرتے ہیں۔ 18/محرم 930ھ کو جمعہ کے دن آپ ہمیشہ کی طرح جمعہ کی نماز کے لئے آتے ہیں۔ نماز کے بعد حسب عمل دعوت مہدیت پیش کرتے ہیں۔ پہلے ہی سے دنیادار علماء غنڈوں، بدمعاشوں کو آپ پر حملہ کرنے کا حکم دے رکھے تھے، آپ پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ مسجد خدا کا گھر جہاں دعوتِ حق پیش کی جارہی تھی یکا یک اس حملہ سے آپ پریشان ہو جاتے ہیں۔ ابھی سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ اللہ کے اس داعی کو ختم کرتے ہیں اور آپ کی شہادت واقع ہو جاتی ہے۔ احمد آباد کے محلہ نین پورہ میں آپ کا مزار پاک تھا۔ احقر کو حاضری دینے کا شرف حاصل ہوا تھا لیکن فسادات کے زمانے میں آپ کے مزار پاک اور دیگر قبروں کو شہید کردیا گیا ہے اور اُسی جگہ پر مکانات تعمیر ہوگئے ہیں۔ افسوس اس بات کا ہے کہ گجرات میں لاکھوں مہدوی اور کئی ایک دائرہ ہونے کے باوجود ہم قطعی جنتی کا شرف پانے والے شخصیت کے مزار پاک کی حفاظت نہ کرسکے۔ پھر بھی ہمیں دعویٰ ہے کہ ہم مہدوی ہیں؟

حضرت بندگی میاں عبدالمجید نورنوشؓ کو 911ھ میں ایک فرزند تولد ہوتے ہیں جنہیں تاریخ مہدویہ میں حضرت بندگی میاں شاہ عبدالکریم نوریؒ سے یاد کیا جاتا ہے۔ والد کی شہادت کے وقت آپ کی عمر شریف 8 سال کی تھی۔ دینی و مذہبی ماحول میں آپ کی پرورش ہوتی ہے۔ نہایت دیندار، پرہیزگار اور پاکیزہ اطوار کے مالک تھے۔ کسب بھی کیا تو زہد و تقویٰ کے ساتھ جس کی بناء پر امراء بھی آپ کے اخلاق و کردار سے متاثر تھے۔ آپ کو ترک دنیا کا خیال پیدا ہوا تو حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؓ کے ہاتھ پر ترک کرکے صحبت اختیار کرتے ہیں۔ حضرت شاہ دلاورؓ نے آپ کو بڑی بڑی بشارتیں دیں اور آپ کو عین الیقین فرمایا اپنے بارہ خلفاء میں پہلے خلیفہ کا درجہ آپ کو دیا۔ ایک دن حضرت شاہ دلاورؓ نے میاں عبدالکریمؒ اور میاں عبدالملک سجاوندیؒ دونوں کو ایک ایک کبوتر دے کر فرمایا ایسی جگہ ان کو ذبح کرو کوئی نہ دیکھے۔ تھوڑی دیر بعد میاں عبدالکریمؒ نے کبوتر واپس لایا اور عرض کیا کہ

خوندکار ہر جگہ اللہ موجود وہ جانتا بھی ہے دیکھتا بھی ہے اس لئے ذبح نہیں کیا۔ میاں عبدالملک سجاوندیؒ نے ایک گوشہ میں کبوتر کو ذبح کر کے لائے۔ اس موقعہ پر بندگی میاں شاہ دلاورؓ نے بشارت دی کہ بندہ کی راہ تمہارے فرزندوں میں قیامت تک جاری رہے گی۔

حضرت بندگی میاں عبدالکریم نوریؒ آٹھوں پہر ذکر وفکر اور مراقبہ میں رہتے تھے اور ذات خدا میں اس قدر فانی ہوگئے تھے کہ نور علی نور بن گئے تھے۔ حضرت شاہ دلاورؓ کے وصال کے بعد بھی آپ بور کھیڑہ ہی میں رہے لیکن مرشد کے اشارہ پر ہجرت کر کے گجرات کے علاقہ بارہ گاؤں میں دائرہ قائم کیا۔ یہاں سے دھولقہ میں آپ کا دائرہ رہا۔ یہاں پر آپ کے بیان کا کافی چرچا تھا۔ لوگ آپ کے بے انتہا معتقد تھے۔ دھولقہ کا قاضی آپ کا بیان سنکر مصدق ہوتا ہے اور اپنی دختر مسماۃ صالحہ سے آپ کا عقد ہوتا ہے۔ آپ حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ کی دختر بی بی فاطمہ سے بھی شادی کرتے ہیں۔ قصبہ مہسانہ کے علماء پٹھان اور امراء اور زمیندار آپ کے بیان قرآن، زہد و تقویٰ سے متاثر ہو کر آپ کے معتقد اور مرید ہوتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ نماز فجر میں جب آپ کے چہرہ انور کی روشنی مسجد کے محراب پر پڑتی تو پوری مسجد میں اُجالا ہو جاتا تھا۔ کافی مدت تک آپ کا دائرہ دھولقہ میں رہا۔ جب یہاں سے ہجرت کا ارادہ کیا تو عقیدتمندوں نے روکنے کی بہت کوشش کی لیکن آپ نے فرمایا ہجرت متبوع کے اشارے سے ہے۔ دھولقہ سے آپ نگرہ جو کھدبات سے دو میل پر واقعہ ہے دائرہ باندھا۔ دولت آباد میں بہت سارے افراد آپ سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ اپنے فرزندوں کے تعلق سے فرمایا کہ میرے فرزند پھٹے پرانے کپڑوں میں لعل کے مانند ہیں۔ ان کی قدر کوئی نہیں جانتا مگر خدا اور بندگان خدا جانتے ہیں۔

15/ شعبان کی نورانی رات کو یہ پیکر خاکی جو دراصل نوری تھا اس فانی دنیا سے کوچ کر جاتا ہے۔ دولت آباد میں آپ کا مزار پاک ہے جن کے دل میں عشق و محبت الٰہی کی ہلکی سی بھی چنگاری ہے وہ اس واقف رموز و عشق و معرفت سے فیض پاتے ہیں۔ آپ کے چھ فرزندوں میں ایک فرزند میاں شاہ عبداللطیفؒ ہیں۔

حضرت میاں شاہ عبداللطیف تلقین وصحبت والد سے پاتے ہیں۔ آپ دنیائے مافیہا سے دور عزلت میں زندگی گزارتے تھے۔ ذکر کے پابند اور دم وقدم کی حفاظت کرتے تھے۔ اُس زمانے کے تمام بزرگ بھی آپ کا ادب واحترام فرماتے تھے۔ 10 جمادی الاول کو اس فانی دنیا سے کوچ فرماتے

ہیں۔ دولت آباد میں آپ کے والد کے پاس دفن ہیں۔ آپ کے ایک فرزند حضرت میاں عبدالکریم نوری ہیں۔

حضرت میاں عبدالکریم نوری نہایت شجیع و بہادر کے ساتھ عاشق خاتمین پاک تھے۔ سلطان قطب شاہ بادشاہ گولکنڈہ کے پاس منصب دار کے عہدہ پر فائض تھے۔ زمانے کسب میں بھی پابند صوم و صلوٰۃ کے ساتھ بہترین اخلاق و کردار کے حامل تھے۔ جس کی بناپر لوگ آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ آپ جس راستہ سے گزرتے تھے وہاں ایک شعیہ رہتا تھا جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتا تھا۔ یہ عاشق رسولؐ نے کئی ایک مرتبہ ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہوئے تنبیہ بھی کی لیکن وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آتا تھا۔ ایک دن آپ نے اسکو کہا کہ اگر پھر گستاخی کرے، گا تو تیرے منہ میں غلاظت بھردونگا۔ واپسی میں آپ نے دیکھا کہ تنبیہ کے باوجود وہ شان رسول اللہ ﷺ میں گستاخی کئے جارہا ہے فوراً اسکے پاس پہونچ کر گردن دبوچتے ہیں وہ چلانا شروع کرتا ہے۔ اپنے آدمیوں کو آواز دیتا ہے اس کے آدمی دوڑے آتے ہیں۔ آپ پرنظر پڑتی ہے وہ رک جاتے ہیں کسی کی ہمت نہیں ہورہی تھی کہ آپ کے قریب جائیں کیونکہ تمام آپ سے بخوبی واقف تھے جس کی بناء پر وہ لڑنے سے گریز کررہے تھے۔ آپ اُسی کے آدمیوں سے غلاظت لانے کو کہتے ہیں وہ غلاظت لاتے ہیں اور اس کے منہ میں ڈلواتے ہیں اور کہتے ہیں گستاخ رسول کی یہی سزا ہے۔

آپ کسب کے بعد اپنے آباء و اجداد کے طریقے پر ترک دنیا کر کے اور منصب ارشادی پر فائض ہوتے ہیں۔ نور گھاٹ کے علاقہ میں دائرہ قائم کرتے ہیں۔ طالبان خدا آپکے حضور تعلیم و تربیت پاتے تھے۔ شریعت کا پاس ولحاظ رکھا جاتا تھا اور سختی سے عمل کیا جاتا تھا۔ دائرہ میں اجازت کے بغیر کوئی آنہیں سکتا تھا۔ آپکے دائرہ میں سوّر بھی تھے ایک راجپوت نے دائرہ میں بغیر اجازت آ کر سوّر مار کر لے گیا۔ دائرہ کے فقراء اس کو اس حرکت سے منع کرتے ہیں لیکن وہ مانا نہیں۔ پھر وہ دوبارہ آیا تو آپ کو اطلاع دی گئی، آپ نے بلا اجازت دائرہ میں آنے اور سور کو مارنے پر اس کو پکڑوا کر خوب پیٹتے ہیں۔ یہ راجپوت اور وہ شیعہ آپ کے جانی دشمن ہو جاتے ہیں۔

حضرت میاں عبدالکریم نوریؒ کا بچپن دولت آباد میں گزرا۔ یہاں آپ مدرسہ میں تعلیم پاتے ہیں۔ مدرسہ کے ایک مرہٹے لڑکے رام جی سے دوستی ہو جاتی ہے۔ دوستی اتنی گہری تھی کہ آپس میں

معاہدہ کر لئے تھے کہ بڑے ہونے پر ایک دوسرے کا خیال رکھیں گے۔رام جی ملازمت کے سلسلے میں گولکنڈہ آتا ہے اور ایک بڑے عہدہ پر ملازم ہوتا ہے۔حضرت کا دائرہ بھی گولکنڈہ کے قریب ہی تھا۔ دونوں کی اتفاقاً ملاقات ہو جاتی ہے۔ایک دوسرے کا حال پوچھتے ہیں۔طالب علمی کے زمانے میں کیئے گیئے وعدہ کے مطابق رام جی آپ کو ایک اچھے عہدہ کا پیش کش کرتا ہے۔آپ کہتے ہیں تم نے اپنا وعدہ پورا کیا، اب ہم اپنا وعدہ پورا کرتے ہیں۔مراقبے میں جاتے ہیں اس کے بعد نظر رام جی پر ڈالتے ہیں نظر پڑتے ہی اس کی کیفیت بدل جاتی ہے وہ دنیا سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ملازمت سے دل بھر جاتا ہے آپ کے پاس آکر اپنی کیفیت کو بیان کرتا ہے، آپ اپنے دوست کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں ۔آخر میں وہ اطمینان قلب کے لئے اسلام قبول کرتا ہے اور تصدیق سے مشرف ہوتا ہے آخر ترک دنیا کر کے آپ کی صحبت اختیار کرتا ہے۔

آپ کے اخلاق و کردار، عبادت و ریاضت سے نور گھاٹ کا علاقہ نور علیٰ نور بن گیا تھا۔ایک طرف دائرہ کی روحانی روشنی دعوت فکر دے رہی تھی دوسری طرف آپ کی تو کلانہ و پرہیز گارانہ زندگی دشمنوں کو پریشان کر رکھی تھی ۔راجپوت لوگ شعیہ طبقہ اور علمائے سو آپ سے بغض و عادر کھے ہوئے تھے۔راجپوت اور شیعہ عالم آپ کے پہلے ہی سے جان کے دشمن تھے تاک میں رہتے تھے کس طرح آپ کا خاتمہ کریں دائرہ میں بزرگان دین کی بہرہ عام کے موقعہ پر خلائق جمع ہو جاتی تھی۔آپ کی یہ شہرت وعزت اور مرتبہ سے راجپوت مزید گھبرا جاتا ہے اور آپ کو ختم کرنے کی فکر میں رہتا ہے۔جب آپ حسب معمول اللہ تعالیٰ کے ذکر میں بیٹھتے ہیں تو حملہ کر کے آپ کو شہید کر دیتا ہے۔ 11 / ذیقعدہ 1052ھ کو آپ کی شہادت واقع ہوتی ہے نور گھاٹ پر ہی آپ کا روضہ مبارکہ ہے جہاں آج بھی متلاشیان حق وصداقت حاضری دے کر دلی اطمینان پاتے ہیں۔اطراف میں آبادی بڑھ گئی ہے۔کھلی ارضی کا تحفظ بے حد ضروری ہو گیا ہے اور زائرین کی سہولت کے لئے معتقدین کچھ نہ کچھ تعمیری کام کئے جا رہے ہیں ۔قوی امید ہے کہ صاحب ثروت عقیدتمند حضرات اس طرف ضرور توجہ فرمائیں گے جن کی توجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ جگہ کا تحفظ بھی ہو جائے گا۔

☆☆☆